JIBAS (The International Journal of Islamic Business, Administration and Social Sciences) (Quarterly) Trilingual (Arabic, English, Urdu)
ISSN: APPLIED FOR (P) & (E)
Home Page: http://jibas.org
Approved by HEC in Y Category
Indexing IRI (AIOU), Australian Islamic Library, Euro pub.
PUBLISHER HABIBIA RESEARCH ACADEMY
Project of **JAMIA HABIBIA INTERNATIONAL,** Reg. No: KAR No. 2287 Societies Registration Act XXI of 1860 Govt. of Sindh, Pakistan.
Website: www.habibia.edu.pk,
This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

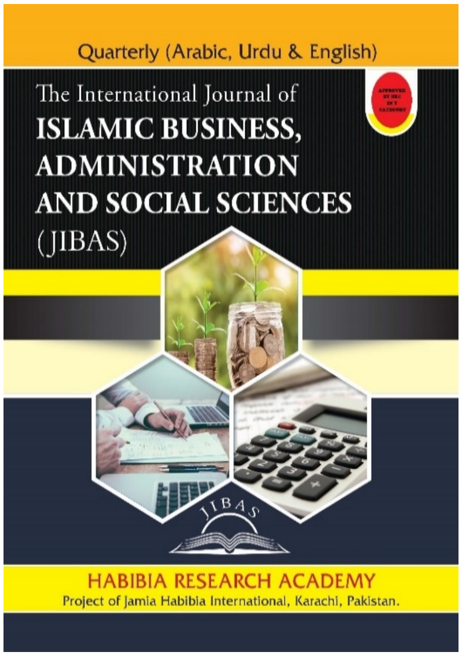

TOPIC:

IMPORTANCE OF HARD WORK AND LABOR IN THE PRESPECTIVE OF SEERAH-E-TAYYABAH

محنت مزدوری کی اہمیت سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں

AUTHORS:

1. *Dr. Ghulam Abbas, Govt,H/S Nawab Bhoti ,Toba Tak singh, Email ID: gabbas.766@gmail.com Orcid ID:https://orcid.org/0000-0001-9705-6526*
2. *Dr. Tabussam Raza, Visting Lecturer, University of Okara, Email ID: tabassumalmadni@gmail.com Orcid ID:https://orcid.org/0000-0002-2385-1292*
3. *Dr. Farooq Ali, Principal Jamia Sher Rabani, Shekhupura, Email ID: abuahmadfarooq@mail.com Orcid ID: https://orcid.org/0000-0003-3360-2713*

How to Cite: *Abbas, Ghulam, Tabussam Raza, and Farooq Ali. 2022. "IMPORTANCE OF HARD WORK AND LABOR IN THE PRESPECTIVE OF SEERAH-E-TAYYABAH: محنت مزدوری کی اہمیت سیرت طیبہﷺ کی روشنی میں" .International Journal of Islamic Business, Administration and Social Sciences (JIBAS) 2 (4):35-52.*
URL: http://www.jibas.org/index.php/jibas/article/view/91.
Vol. 2, No.4 || October –December 2022 || P. 35-52
Published online: 2022-12-30

QR. Code

IMPORTANCE OF HARD WORK AND LABOR IN THE PRESPECTIVE OF SEERAH-E-TAYYABAH

محنت مزدوری کی اہمیت سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں

Ghulam Abbas, Tabussam Raza, Farooq Ali,

ABSTRACT:

The significance of labour in the light of life of the Holy Prophet (PBUH).Work is the permanent basis of Allah's law of life. The production in agriculture and industry and the base of trade and business focus on work. The services of doctors ,lawyers and teachers are the instances of mental work. The essence of religion Islam is well illustrated in the Holy Quran and the acts of the Holy Prophet (PBUH).In order to persuade the Muslims the Tahajud prayer is mentioned and there is a decree of work and with honest dealings after the Jummah prayer is given. Work is the base of human civilization. Without doing any work no person and no society can get the essentials of life. The study of the life of the Holy Prophet (PBUH) not only describes the significance and greatness of work but also mentions the disadvantages of idleness and laziness. Interest ,gambling, theft ,tactics, embezzlement, lying and all the sources of income and wealth without any work a declared illegal. Trade ,agriculture , gardening and industry are encouraged and regarded compulsory in the life of the Holy Prophet (PBUH).Begging ,getting eatables without work ,getting money at the cost of religion and consciousness are forbidden severely. The Holy Prophet (PBUH) looked after the goats just for a few kirates. He adopted trade as profession in his youth. He not only worked but also persuaded others to work .He always respected the workers. At the present age the nations which work with the sense of responsibility and sobriety, always lead and rule the world.

Keywords**:** *Significance, Profession, Response ability, Services, Muslims, Trade,*

خالق کائنات نے اپنی شاہکار تخلیق حضرت انسان کو محنت ومشقت کا پابند کیا۔ اس کی جملہ ضروریاتِ حیات کے حصول کا تعلق محنت کے ساتھ جوڑ دیا۔ اور پوری کائنات اس کے لیے میدانِ محنت قرار پائی۔ اب وہ اپنی داخلی کائنات (وجود انسانی) سے لے کر خارجی کائنات (آفاق وانفس) کی تسخیر کے لیے مسلسل وبلا تعطل محنت اس کا سب سے بڑا ہتھیار ہے۔ اور اللہ رب العزت کا قانون ہے کہ وہ مسلم اور غیر مسلم کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا، سیرت الرسول ﷺ میں محنت کی عظمت اظہر من الشمس ہے، لیکن سیرت پاک کا اولین ومستند ترین ماخذ قرآن حکیم ہے۔ اس لیے سب سے پہلے بنیادی ماخذ سیرت یعنی قرآن حکیم کی روشنی میں محنت کی عظمت واہمیت اور محنت کے بارے میں بعض حکمتِ ربانی کے چند گوشوں کو بیان کیا جاتا ہے۔

محنت ومزدوی ازروئے قرآن: قرآن حکیم کا سراپا اعجاز یہ ہے کہ اس نے ایک کامیاب، پرسکون حیاتِ انسانی کے جو رہنما خطوط متعین فرمائے، اس میں انسان کی محنت ومشقت اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس محنت کے انعامات وثمرات کا ضابطہ پوری وضاحت کے ساتھ قرآن حکیم میں بیان کر دیا گیا ہے۔ < إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا > ([1])

"وہ لوگ جو مان لیں اور نیک عمل کریں، تو یقیناً ہم نیکو کار لوگوں کا اجر ضائع نہیں کیا کرتے۔"

انسانی محنت کو شرفِ قبولیت عطا کرنا یہ بھی اللہ تعالیٰ کی مستقل عادت ہے۔ ارشاد فرمایا: ﴾ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ ۖ ﴿ (2)

"جواب میں ان کے رب نے فرمایا: "میں تم میں سے کسی کا عمل ضائع کرنے والا نہیں ہوں خواہ مرد ہو یا عورت۔"

قرآن حکیم میں نہ صرف محنت کی ترغیب و تحریص اور دعوت و تاکید ہے، بلکہ محنت کش کے بنیادی اوصاف بھی بیان فرمائے گئے ہیں:

﴾ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ ﴿ (3) "بہترین آدمی جسے آپ ملازم رکھیں وہی ہو سکتا ہے جو مضبوط اور امانت دار ہو۔"

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴾ وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ ﴿ (4)

"اور یہ کہ انسان کے لیے کچھ نہیں ہے مگر وہ جس کی اُس نے سعی کی ہے۔"

دوسری جگہ فرمایا: ﴾ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي كَبَدٍ ﴿ (5) "درحقیقت ہم نے انسان کو مشقت میں پیدا کیا ہے۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تخلیقِ انسانی کے بارے میں اپنا آفاقی اصولِ محنت بیان کر دیا ہے۔ وہ یہ کہ پوری انسانی زندگی اللہ تعالیٰ کی سنتِ عادلہ اور انسان کی محنتِ کاملہ سے عبارت ہے۔ نہ صرف انسان کو محنت کا حکم دیا، بلکہ اس کے اندر ایسی ذہنی اور جسمانی استعداد و صلاحیت بھی رکھی جو محنت کاری کے لیے ضروری تھی اور تسخیرِ ذات سے تسخیرِ کائنات کے عمل کو ذہنی، جسمانی، روحانی مشقت کے ساتھ منسلک کر دیا۔ محنت ہی زندگی کی پہچان اور اس کی تعریف ہے۔ کل ذہانت اور صلاحیت محنت کے مرہون منت ہیں۔ گویا محنت نویدِ حیات اور ترکِ محنت خاتمہ حیات کا ذریعہ ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں مولانا مودودی لکھتے ہیں: "انسان کے مشقت میں پیدا کیے جانے کا مطلب یہ ہے کہ انسان اس دنیا میں مزے کرنے اور چین کی بنسری بجانے کے لیے پیدا نہیں کیا گیا ہے بلکہ اس کے لیے یہ دنیا محنت اور مشقت اور سختیاں جھیلنے کی جگہ ہے اور کوئی انسان بھی اس حالت سے گزرے بغیر نہیں رہ سکتا۔" (6)

یہ آیت زندگی میں محنت کی سمت اور اہمیت اجاگر کرتی ہے۔ گویا پوری زندگی کی بنیاد محنت پر ہے۔ مفتی شفیع صاحب لکھتے ہیں:

"کبد کے لفظی معنے محنت و مشقت کے ہیں۔ معنے یہ ہیں کہ انسان اپنی فطرت سے ایسا پیدا کیا گیا ہے کہ اول عمر سے آخر تک محنتوں اور مشقتوں میں رہتا ہے۔" (7)

عظمتِ محنت اور سیرت رسول ﷺ: دینِ اسلام کی کل حکمت قرآن حکیم میں پوشیدہ اور سیرت الرسول ﷺ سے ہویدا ہے۔ حضور ﷺ کی پوری زندگی ایک بے مثال محنت تسلسل اور محنت کامل کا نمونہ اکمل ہے۔ آپ ﷺ خود اپنے بارے میں فرماتے ہیں:

«مَابَعَثَ اللَّهُ نَبِيًّا إِلَّا رَعَى الغَنَمَ»، فَقَالَ أَصْحَابُهُ: وَأَنْتَ؟ فَقَالَ: «نَعَمْ، كُنْتُ أَرْعَاهَا عَلَى قَرَارِيطَ لِأَهْلِ مَكَّةَ» (8)

”اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ اس پر آپ ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم نے پوچھا کیا آپ نے بھی بکریاں چرائی ہیں؟ فرمایا کہ ہاں! کبھی میں بھی مکہ والوں کی بکریاں چند قیراط کی تنخواہ پر چرایا کرتا تھا۔“

آپ ﷺ کی محنت پسند طبیعت مبارکہ کی ایک اور روشن مثال بچپن اور بڑی عمر میں تعمیرِ کعبہ کے موقع پر اپنی خدمات کو پیش کرنا ہے۔ اسی طرح مسجدِ نبوی کی تعمیر، غزوہ احزاب پر خندق کی کھدائی اور ایک غزوہ کے موقع پر ایندھن کی تلاش میں حصہ لینا، ایسے متعدد واقعات طبقات ابن سعد میں نقل کیے گئے ہیں جن سے محنت کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے۔ اولین وحی کے وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا آپ ﷺ کے جذبہ محنت کو خراج تحسین ان الفاظ میں پیش کیا:

«إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحْمِلُ الكَلَّ، وَتَكْسِبُ المعْدُومَ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الحَقِّ» (9)

”آپ تو کنبہ پرور ہیں، بے کسوں کا بوجھ اپنے سر پر رکھ لیتے ہیں، مفلسوں کے لیے آپ کماتے ہیں، مہمان نوازی میں آپ بے مثال ہیں اور مشکل وقت میں آپ امر حق کا ساتھ دیتے ہیں۔“

ویسے تو پوری عبارت میں حضور کریم ﷺ کی محنت ومشقت کی عادتِ مبارکہ کو بیان کیا، لیکن خصوصاً «تكسب المعدوم» کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ﷺ اپنی ذات کے علاوہ ان لوگوں کے لیے بھی محنت مشقت برداشت کرتے تھے جن کا کوئی بھی محنت کرنے والا نہ تھا اور نہ ہی وہ خود محنت کر سکتے تھے۔ خود آپ ﷺ اپنے کام سرانجام دیتے تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: «كَانَ يَكُونُ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ - تَعْنِي خِدْمَةَ أَهْلِهِ -» (10) ”نبی کریم ﷺ اپنے گھر کے کام کاج یعنی اپنے گھر والیوں کی خدمت کیا کرتے تھے۔“

آپ ﷺ کے اس جذبہ محنت ومشقت کی تعریف اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں بیان کی ہے: ‹ إِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا › (11) ”دن کے اوقات میں تو تمہارے لیے بہت مصروفیات ہیں۔“

دوسری جگہ فرمایا: ‹ وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ ○ الَّذِي أَنقَضَ ظَهْرَكَ ›(12) ”اور تم پر سے وہ بھاری بوجھ اتار دیا جو تمہاری کمر توڑے ڈال رہا تھا۔“

یہی محنت اور لگن کا جذبہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام میں پیدا فرمایا۔ جس کی گواہی درج ذیل واقعہ سے ملتی ہے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُهُ، فَقَالَ: «أَمَا فِي بَيْتِكَ شَيْءٌ؟» قَالَ: بَلَى، حِلْسٌ نَلْبَسُ بَعْضَهُ وَنَبْسُطُ بَعْضَهُ، وَقَعْبٌ نَشْرَبُ فِيهِ مِنَ الْمَاءِ، قَالَ: «ائْتِنِي بِهِمَا»، قَالَ: فَأَتَاهُ بِهِمَا، فَأَخَذَهُمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ، وَقَالَ: «مَنْ يَشْتَرِي هَذَيْنِ؟» قَالَ رَجُلٌ: أَنَا، آخُذُهُمَا بِدِرْهَمٍ، قَالَ: «مَنْ يَزِيدُ عَلَى دِرْهَمٍ مَرَّتَيْنِ، أَوْ ثَلَاثًا»، قَالَ رَجُلٌ: أَنَا آخُذُهُمَا بِدِرْهَمَيْنِ فَأَعْطَاهُمَا إِيَّاهُ، وَأَخَذَ الدِّرْهَمَيْنِ وَأَعْطَاهُمَا الْأَنْصَارِيَّ، وَقَالَ: «اشْتَرِ بِأَحَدِهِمَا طَعَامًا فَانْبِذْهُ إِلَى أَهْلِكَ، وَاشْتَرِ بِالْآخَرِ قَدُومًا فَأْتِنِي بِهِ»، فَأَتَاهُ بِهِ، فَشَدَّ فِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُودًا بِيَدِهِ، ثُمَّ قَالَ لَهُ: «اذْهَبْ فَاحْتَطِبْ وَبِعْ، وَلَا أَرَيَنَّكَ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا»، فَذَهَبَ الرَّجُلُ يَحْتَطِبُ وَيَبِيعُ، فَجَاءَ وَقَدْ أَصَابَ عَشْرَةَ دَرَاهِمَ، فَاشْتَرَى بِبَعْضِهَا ثَوْبًا، وَبِبَعْضِهَا

طَعَامًا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " هَذَا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تَجِيءَ الْمَسْأَلَةُ نُكْتَةً فِي وَجْهِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِنَّ الْمَسْأَلَةَ لَا تَصْلُحُ إِلَّا لِثَلَاثَةٍ: لِذِي فَقْرٍ مُدْقِعٍ، أَوْ لِذِي غُرْمٍ مُفْظِعٍ، أَوْ لِذِي دَمٍ مُوجِعٍ." (13)

"ایک انصاری نبی اکرم ﷺ کے پاس مانگنے کے لیے آیا، آپ نے پوچھا: "کیا تمہارے گھر میں کچھ نہیں ہے؟"، بولا: کیوں نہیں، ایک کمبل ہے جس میں سے ہم کچھ اوڑھتے ہیں اور کچھ بچھا لیتے ہیں اور ایک پیالا ہے جس میں ہم پانی پیتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ دونوں میرے پاس لے آؤ"، چنانچہ وہ انہیں آپ کے پاس لے آیا، رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کو اپنے ہاتھ میں لیا اور فرمایا: "یہ دونوں کون خریدے گا؟"، ایک آدمی بولا: انہیں میں ایک درہم میں خرید لیتا ہوں، آپ ﷺ نے پوچھا: "ایک درہم سے زیادہ کون دے رہا ہے؟"، دو بار یا تین بار، تو ایک شخص بولا: میں انہیں دو درہم میں خریدتا ہوں، آپ ﷺ نے اسے وہ دونوں چیزیں دے دیں اور اس سے درہم لے کر انصاری کو دے دیئے اور فرمایا: "ان میں سے ایک درہم کا غلہ خرید کر اپنے گھر میں ڈال دو اور ایک درہم کی کلہاڑی لے آؤ"، وہ کلہاڑی لے کر آیا تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اس میں ایک لکڑی ٹھونک دی اور فرمایا: "جاؤ لکڑیاں کاٹ کر لاؤ اور بیچو اور پندرہ دن تک میں تمہیں یہاں نہ دیکھوں"، چنانچہ وہ شخص گیا، لکڑیاں کاٹ کر لاتا اور بیچتا رہا، پھر آیا اور دس درہم کما چکا تھا، اس نے کچھ کا کپڑا خریدا اور کچھ کا غلہ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ تمہارے لیے بہتر ہے اس سے کہ قیامت کے دن مانگنے کی وجہ سے تمہارے چہرے میں کوئی داغ ہو، مانگنا صرف تین قسم کے لوگوں کے لیے درست ہے: ایک تو وہ جو نہایت محتاج ہو، خاک میں لوٹتا ہو، دوسرے وہ جس کے سر پر گھبرا دینے والے بھاری قرضے کا بوجھ ہو، تیسرے وہ جس پر خون کی دیت لازم ہو اور وہ دیت ادا نہ کر سکتا ہو اور اس کے لیے وہ سوال کرے"۔

اس واقعہ سے نہ صرف محنت کی عظمت اور فضیلت ثابت ہوتی ہے، بلکہ گداگری، مفت خوری، کم ہمتی کی مذمت اور کراہت بھی سامنے آجاتی ہے۔

عظمتِ محنت بذریعہ حقوقِ محنت کش: عموماً سرمایہ دار، کارخانہ دار مالی، سماجی، سیاسی لحاظ سے مزدور اور محنت کش سے زیادہ قوی اور بارسوخ ہوتا ہے۔ اور مزدور اپنی کمزوری کی بنا پر اپنی حق تلفی برداشت کرتا ہے۔ لیکن سیرت النبی ﷺ کے جائزہ سے واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے محنت کی عظمت کو محنت کے ساتھ منسلک فرمایا۔ آپ ﷺ نے مزدور کی بساط سے زیادہ اس سے مشقت لینے کو ناپسند فرمایا ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے: «وَلاَ تُكَلِّفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ، فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ فَأَعِينُوهُمْ» (14)

"ان کو اتنے کام کی تکلیف نہ دو کہ ان کے لیے مشکل ہو جائے اور اگر کوئی سخت کام ڈالو تو تم خود بھی ان کی مدد کرو۔"

« فَأَعِينُوهُمْ » سے مراد کام میں ان کا ہاتھ بٹانا بھی ہے اور اضافی محنت پر اضافی معاوضہ ادا کرنا بھی ہے۔ یہاں تک کہ تاکید فرمائی: «أَعْطُوا الْأَجِيرَ أَجْرَهُ، قَبْلَ أَنْ يَجِفَّ عَرَقُهُ » (15) "مزدور کو اس کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کر دو۔"

نہ صرف بروقت اجرت کا حکم دیا، بلکہ محنت کش کی حق تلفی کرنے والے کو رسول اللہ ﷺ نے اپنا دشمن قرار دیا اور حدیث قدسی ہے:
«قَالَ اللَّهُ: ثَلاَثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ القِيَامَةِ: رَجُلٌ أَعْطَى بِي ثُمَّ غَدَرَ، وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ، وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَاسْتَوْفَى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِ أَجْرَهُ» (16)

"اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تین طرح کے لوگ ایسے ہوں گے جن کا قیامت کے دن میں مدعی بنوں گا، ایک وہ شخص جس نے میرے نام پر عہد کیا اور وہ توڑ دیا، وہ شخص جس نے کسی آزاد انسان کو بیچ کر اس کی قیمت کھائی اور وہ شخص جس نے کوئی مزدور اجرت پر رکھا، اس سے پوری طرح کام لیا، لیکن اس کی مزدوری نہیں دی۔"

محنت کی عظمت کو اس حد تک بیان کیا کہ اجیر کو آجر کا بھائی بنا دیا۔ ارشاد فرمایا:«إِخْوَانُكُمْ خَوَلُكُمْ، جَعَلَهُمُ اللَّهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ، فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ، فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ، وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ» (17)

"(یاد رکھو) ماتحت لوگ تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ نے (اپنی کسی مصلحت کی بنا پر) انہیں تمہارے قبضے میں دے رکھا ہے تو جس کے ماتحت اس کا کوئی بھائی ہو تو اس کو بھی وہی کھلائے جو آپ کھاتا ہے اور وہی کپڑا اسے پہنائے جو آپ پہنتا ہے۔"

انبیاء کرام علیہم السلام کی پر مشقت زندگی کا حوالہ: آپ ﷺ نے اپنے قول، فعل، تقریر اور ہر ادا سے انسانی زندگی میں محنت کی اہمیت، افادیت، فضیلت کو بیان کیا اور اپنی پوری زندگی میں اس پر عمل کر کے دکھایا۔ خصوصاً کسبِ حلال کے لیے آپ ﷺ کی زندگی سراپا محنت، عمدہ پلاننگ اور عملِ مسلسل سے عبارت نظر آتی ہے۔ نہ صرف آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ سراپا محنت تھی، بلکہ جماعتِ نبوت و رسالت کا ہر فرد محنتِ شاقہ کا پورا نمونہ تھا آپ ﷺ نے محنت کی دعوت اور ترغیب کے لیے تمام انبیاء علیہم السلام کا نمونۂ عمل پیش فرمایا۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:«مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ، خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ، وَإِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ، كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ» (18)

"کسی انسان نے اس شخص سے بہتر روزی نہیں کھائی، جو خود اپنے ہاتھوں سے کما کر کھاتا ہے اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام بھی اپنے ہاتھ سے کام کر کے روزی کھایا کرتے تھے۔"

زکریا علیہ السلام کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا:«كَانَ زَكَرِيَّاءُ نَجَّارًا» (19) "سیدنا زکریا علیہ السلام بڑھئی تھے۔"

یہ تمام انبیاء کرام اپنے دور کے رول ماڈل تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی محنت کے ذریعہ رزقِ حلال کمانے کا حکم دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:
﴿ يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴾ (20)

"اے پیغمبرو! کھاؤ پاک چیزیں اور عمل کرو صالح، تم جو کچھ بھی کرتے ہو، میں اس کو خوب جانتا ہوں۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء و رسل کی حیات طیبات میں محنت کی شان کو اجاگر کیا ہے، انبیاء کرام اپنے زمانہ کے امام اور رہنما ہوتے ہیں، لہٰذا یہ بات خود بخود ثابت ہوتی ہے کہ دنیا کی امامت اسی قوم کے حصہ میں آئے گی جو محنت شاقہ سے خود اپنا مقام

پیدا کرتی ہے، اس لیے حضور ﷺ نے مختلف اسالیب سے محنت کی عظمت کو اجاگر کیا ہے۔ آپ ﷺ ہر موقع پر محنت کی حوصلہ افزائی کرتے۔ مفت خوری، بلاعذر گداگری کو ناپسند فرماتے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:«لَأَنْ يَحْتَطِبَ أَحَدُكُمْ حُزْمَةً عَلَى ظَهْرِهِ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ أَحَدًا، فَيُعْطِيَهُ أَوْ يَمْنَعَهُ» (21)

"تم میں سے کوئی شخص جو لکڑی کا گھٹا اپنی پیٹھ پر لاد کر لائے، اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی کے سامنے ہاتھ پھیلائے۔ پھر چاہے وہ اسے کچھ دے یا نہ دے۔"

دلجوئی اور تالیف قلب کا اسلوب: سیرت النبی ﷺ میں محنت کا تحفظ اور اس کی فضیلت و عظمت اور حوصلہ افزائی کے لیے محنت کشوں کی دلجوئی اور تالیف قلب کا اسلوب بھی نظر آتا ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:«لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَيِّئُ الْمَلَكَةِ" , قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ , أَلَيْسَ أَخْبَرْتَنَا أَنَّ هَذِهِ الْأُمَّةَ أَكْثَرُ الْأُمَمِ مَمْلُوكِينَ وَيَتَامَى , قَالَ:نَعَمْ فَأَكْرِمُوهُمْ كَكَرَامَةِ أَوْلَادِكُمْ , وَأَطْعِمُوهُمْ مِمَّا تَأْكُلُونَ» (22)

"بد خلق شخص جو اپنے غلام اور لونڈی کے ساتھ بد خلقی سے پیش آتا ہو، جنت میں داخل نہ ہو گا"، لوگوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا آپ نے ہمیں نہیں بتایا کہ اس امت کے اکثر افراد غلام اور یتیم ہوں گے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا:"کیوں نہیں؟ لیکن تم ان کی ایسی ہی عزت و تکریم کرو جیسی اپنی اولاد کی کرتے ہو، اور ان کو وہی کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو۔"

ایک اچھا محنت کش محنت اور دیانت داری سے خود اپنا مقام سوسائٹی میں پیدا کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے اجیر کو جس طرح حسن خلق اور حق ادائیگی کے تاکیدی احکامات دیے، اسی طرح محنت کش کے بارے میں بھی فرمایا:.«الْخَازِنُ الْأَمِينُ الَّذِي يُؤَدِّي مَا أُمِرَ بِهِ طَيِّبَةً نَفْسُهُ أَحَدُ الْمُتَصَدِّقَيْنِ» (23) "امانت دار خزانچی جو اس کو حکم دیا جائے، اس کے مطابق دل کی فراخی کے ساتھ (صدقہ ادا کر دے) وہ بھی ایک صدقہ کرنے والوں ہی میں سے ہے۔"

عفو و درگزر کا اسلوب: سیرت النبی ﷺ میں محنت کش طبقے کے لیے نرمی، خیر خواہی اور عفو و درگزر کا اسلوب بھی نظر آتا ہے۔ لیکن ان اخلاقی تعلیمات کی وجہ سے محنت کش طبقے کو کام چوری، بد دیانتی سے بھی منع کیا گیا ہے۔ چند احادیث و آثار درج ذیل ہیں:

عن عَبْدَ اللَّهِ بْن عُمَرَ، يَقُولُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ:" يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَمْ نَعْفُو عَنِ الْخَادِمِ؟ فَصَمَتَ، ثُمَّ أَعَادَ عَلَيْهِ الْكَلَامَ، فَصَمَتَ فَلَمَّا كَانَ فِي الثَّالِثَةِ، قَالَ: اعْفُوا عَنْهُ فِي كُلِّ يَوْمٍ سَبْعِينَ مَرَّةً". (24)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم خادم کو کتنی بار معاف کریں، آپ (سن کر) چپ رہے، پھر اس نے اپنی بات دہرائی، آپ پھر خاموش رہے، تیسری بار جب اس نے اپنی بات دہرائی تو آپ نے فرمایا: "ہر دن ستر بار اسے معاف کرو"۔

ان کے ساتھ بے جا سختی اور بداخلاقی سے پیش آنے کی بھی مذمت کی گئی ہے، حتیٰ کہ اس کا نتیجہ محرومیٔ جنت قرار دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:"حُسْنُ الْمَلَكَةِ يُمْنٌ، وَسُوءُ الْخُلُقِ شُؤْمٌ".(25)"غلام ولونڈی کے ساتھ اچھے ڈھنگ سے پیش آنا برکت ہے اور بدخلقی، نحوست ہے۔"

ایک حدیث میں ارشاد فرمایا: "مَنْ لَاءَمَكُمْ مِنْ مَمْلُوكِيكُمْ، فَأَطْعِمُوهُ مِمَّا تَأْكُلُونَ وَاكْسُوهُ مِمَّا تَلْبَسُونَ، وَمَنْ لَمْ يُلَائِمْكُمْ مِنْهُمْ فَبِيعُوهُ، وَلَا تُعَذِّبُوا خَلْقَ اللَّهِ". (26)

"تمہارے غلاموں اور لونڈیوں میں سے جو تمہارے موافق ہوں تو انہیں وہی کھلاؤ جو تم کھاتے ہو اور وہی پہناؤ جو تم پہنتے ہو، اور جو تمہارے موافق نہ ہوں، انہیں بیچ دو، اللہ کی مخلوق کو ستاؤ نہیں۔"

عظمتِ محنت اور صوفیا کرام: صوفیا حق رسول اللہ ﷺ کے روحانی خلفاء ہیں۔ ان کے ظاہر وباطن میں یکسانیت اور طہارت بنیادی امر ہے۔ ان کے ہاں بھی روحانی ریاضت کے ساتھ ساتھ جسمانی محنت ومشقت کے نمونے بھی ملتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ (المتوفیٰ: 181ھ) بہت بڑے محدث، فقیہ گزرے ہیں اُن کی وفات کے بعد کسی نے انہیں خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ حضرت کیا معاملہ پیش آیا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ہے لیکن میرے گھر کے سامنے جو لوہار تھا اُسے بلند مرتبہ ملا ہے وہ شخص حیران ہوا، صبح اُس کی بیوی سے جا کر ملا اور پوچھا کہ تیرا شوہر ایسا کیا عمل کرتا تھا کہ اسے جنت میں عبداللہ بن مبارک سے بھی اونچا رتبہ ملا ہے اُس کی بیوی نے کہا اور تو خاص نہیں، ایک تو جب آخر شب عبداللہ بن مبارک نمازِ تہجد کیلئے بیدار ہوتے تو یہ کہتا تھا کہ اے اللہ !کاش میرے رزق میں فراخی ہوتی تو میں بھی رات کے اس پہر تیرے سامنے سر بسجود ہوتا، دوسرا اس کا عمل یہ تھا کہ جب یہ دوکان پر ہتھوڑا مارنے کیلئے اوپر اٹھاتا اور اذان ہو جاتی تو فوراً ہتھوڑا پیچھے کی جانب گرا دیتا تھا کہ اللہ نے پکارا ہے بس یہ دو عمل تھے، اس کے اور تو کچھ خاص نہیں۔

قرآن حکیم میں ایسے اصحاب صدق ووفا کی علامت یہ بتائی گئی ہے کہ وہ دنیا میں رہتے ہوئے دنیا کے نہیں، بلکہ آخرت کے متمنی ہوتے ہیں۔ **اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:** ﴿ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ ﴾ (27) "اُن میں ایسے لوگ صبح وشام اُس کی تسبیح کرتے ہیں جنہیں تجارت اور خرید وفروخت اللہ کی یاد سے اور اقامت نماز وادائے زکوۃ سے غافل نہیں کر دیتی۔"

مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفیٰ: 1943ء) جب ٹرین پر سفر کرتے تھے تو سامان کا وزن خود کراتے تھے جتنا سامان زیادہ ہوتا اُس اضافی سامان کی رقم جمع کراتے پایک بار ایک ٹکٹ کلکٹر نے کہا کہ حضرت آپ رقم جمع نہ کرائیں فلاں اسٹیشن تک میں خود ہوں اُس کے بعد جو ٹکٹ کلکٹر آئے گا میں اُسے کہہ دوں گا، وہ آپ کو تنگ نہ کرے گا حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بھائی وہ کہاں تک جاتا ہے، اس ٹکٹ کلکٹر نے کہا حضرت جہاں تک ٹرین جائے گی تو حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ بھائی مجھے تو اس سے بھی آگے جانا ہے

اور میری منزل روزِ محشر ہے اگر وہاں تک تمہاری رسائی ہے تو بتلاؤ وہ سر جھکا کر خاموش ہو گیا اور حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے اضافی سامان کی اضافی رقم جمع کرا دی۔

حضرت نے اس آیت پر عمل کیا: ﴿ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ وَإِن تَدْعُ مُثْقَلَةٌ إِلَىٰ حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۗ ﴾ (28)

"ہر شخص جو کچھ کماتا ہے اس کا ذمہ دار وہ خود ہے، کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا۔"

محنت کی مشقت برداشت کرنے اور اپنے حصے کا کام دوسرے کے سپرد نہ کرنے کا یہ عمل صوفیا کرام کے ہاں ایک منفرد روایت ہے۔ جو کتاب و سنت سے ہی ماخوذ ہے۔

اب ذیل میں سرمایہ دارانہ اور اشتراکی نقطہ ہائے نظر کے حوالہ سے تصورِ محنت کا مختصر تقابل پیش ہے۔

سرمایہ داری اور اشتراکی تصورِ محنت: سرمایہ داری اور اشتراکی نظام ایک ہی سکہ کے دو رُخ ہیں۔ دونوں افراط و تفریط پر قائم اور توازن واعتدال سے محروم ہیں۔ نظام سرمایہ داری میں فرد کی غیر فطری آزادی کو اہمیت دی گئی اور ظاہر سی بات ہے کہ مزدور صاحب وسائل نہیں ہوتا اور وسائل حیات کے بغیر آزادی کا تصور بے معنیٰ ہے۔ اور اشتراکی نظام میں فطری تصورِ مساوات کی بجائے غیر متوازن اور غیر فطری مساویانہ نصب العین کو منزل قرار دیا گیا۔ اسلام میں آزادی اور مساوات دونوں بنیادی انسانی اقدار ہیں، لیکن یہ دونوں اقدار اسلامی نصب العین نہیں۔ حقیقی اسلامی نصب العین آزادی اور مساوات کے مابین عدل قائم کرنا ہے۔ نظام سرمایہ داری میں محنت کے تحفظ کی بجائے سرمایہ کا تحفظ کیا جاتا ہے۔ اقوامِ متحدہ کا ذیلی ادارہ "عالمی ادارہ محنت" (International Labor Organization) کے تحت محنت کے تحفظ پر اقدامات کیے جاتے ہیں۔ اور نظام سرمایہ داری کے تحت حقوق محنت کے تین طرح کے تصورات پائے جاتے ہیں:

1. مروجہ معاشیات (Traditional Economics) میں مزدور کی حالت انتہائی کمزور اور قابل رحم ہے۔ جس کی بنا پر یکم مئی 1885ء کو شکاگو جیسا سانحہ پیش آیا۔

2. اجرت کا دوسرا نظریہ طلب ورسد پر مبنی ہے۔ یعنی مارکیٹ میں مزدور اگر کم ہوں گے تو ان کی اجرت میں معمولی اضافہ ہو جائے گا۔ اور اگر مزدور زیادہ ہوں تو ان کی اجرت میں خاصی کمی کر دی جائے گی۔ یہ نظریہ بھی تصوراتی مفروضات پر مبنی ہے۔ جس کا عمل کی دنیا سے اگر کوئی تعلق ہے تو صرف اتنا کہ استحصال ہمیشہ محنت کا ہی ہوتا ہے۔

3. تیسرا نظریہ "مختتم پیداوار کا نظریہ" (Theory of Marginal Productivity) ہے یعنی کسی کارخانے میں کام کرنے والے مزدور کی جو آخری اجرت ہو گی، وہ اس رقم کے برابر ہو گی جو اس کام پر صرف ہوتی ہے۔

ایک اور نظریہ مخلوط نظام معیشت کا ہے۔ یعنی ایسا نظام معیشت جو اشتراکی اور سرمایہ داری اقدار کے بین بین ہوتا ہے۔ اس کی رو سے مزدور کی کم سے کم اجرت اتنی ہونی چاہیے جس سے وہ اپنی بنیادی ضروریات پوری کر سکے۔

دوسری طرف اشتراکی نظام میں، جو محنت کے تحفظ کی بنا پر سامنے آیا تھا، نعروں، کتابوں، فلسفوں، وعدوں کی حد تک مزدور خوشحال ہوتا ہے، لیکن عملی لحاظ سے مزدوروں اور کسانوں کی حیثیت اشتراکی نظام میں بھی سرمایہ داری نظام سے بہتر نہیں ہوتی۔ مزدور سے کارخانے میں محنت کے بعد تین گھنٹے مزید بلا معاوضہ فوجی خدمات لی جاتی ہیں۔ لینن اور سٹالن کے اپنے ملازم کسان اور مزدور سخت کسمپرسی کی حالت میں زندگی بسر کرتے رہے۔ اسی بنا پر اشتراکی نظام ناکام ہوگیا۔

اس کے برعکس حضور ﷺ نے محنت کی حوصلہ افزائی اور محنت کی عظمت کو اپنی قول فعل اور پیغام ہر لحاظ سے نمایاں اور اجاگر کیا ہے۔

آپ ﷺ کا فرمان ہے:«إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُؤْمِنَ الْمُحْتَرِفَ» (29) "اللہ تعالی ہنر مند مؤمن کو پسند کرتا ہے۔"

ظاہر ہے کہ کسی بھی ہنر کو سیکھنے کے لئے ذہنی اور جسمانی محنت لازمی ہے۔ اس لحاظ سے آپ ﷺ کے اس فرمان میں ہنر مندی کے ساتھ محنت کی بھی حوصلہ افزائی ملتی ہے۔ اگر آج کے دور میں دیکھا جائے تو سائنس و ٹیکنالوجی کی ترقی کی وجہ سے نئے نئے میدان ہنر مندی کے سامنے آرہے ہیں۔ ہر میدان میں اتنی وسعت اور ترقی ہو چکی ہے کہ مسلسل محنت ذہانت اور اعلی منصوبہ سازی کی ضرورت بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ چنانچہ سیرت النبی ﷺ کے اس پہلو کی روشنی میں محنت کی افادیت اور ناگزیر ضرورت روشن ہوتی ہے۔

ڈاکٹر محمود احمد غازی لکھتے ہیں: "یہاں تک کہ اللہ تعالی نے طلب معیشت اور روزگار کی تلاش کو بعض گناہوں کا کفارہ قرار دیا ہے۔ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث روایت کی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بعض گناہ اس بندے سے ایسے سرزد ہوتے ہیں جس کا کوئی اور کفارہ نہیں ہو سکتا ہے سوائے اس کے کہ وہ روزی کے حصول میں کوشاں ہوں۔ یعنی جائز روزی کے حصول کی کوشش اللہ کو اتنی پسند ہے کہ وہ بعض اوقات گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے۔ اس لیے اگر کوئی شخص روزی کے حصول میں اس اجر ثواب کی نیت بھی رکھے اور شریعت کے قواعد کی پیروی کریں تو نامعلوم کتنی غلطیوں، کتنے گناہوں اور کتنی بھول چوک کا یہ سب چیزیں کفارہ آپ سے آپ ہوتی جائیں گی۔ جب انسان محنت کا کوئی کام کرتا ہے تو اس کا ایک طریقہ تو ہے کہ اترے جی سے ڈال پھینک کر کرے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ بہت محنت سے بہترین انداز سے اور اپنی بہترین صلاحیتوں کے مطابق اس کو انجام دے۔ ایک حدیث ہے جس میں حضور ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالی اس بندے کو پسند کرتا ہے کہ جب کوئی کام کرے تو اس کو کمال کے ساتھ کرے اور بہترین انداز سے پایہ تکمیل تک پہنچائے۔" یعنی جس کو انگریزی میں پرفیکشن کہتے ہیں۔ اس کا حصول اللہ تعالی کی بارگاہ میں پسندیدگی اور مقبولیت کا ذریعہ ہے۔"(30)

رسول کریم ﷺ بلاشبہ امام الانبیاء ہیں۔ وہ تمام بنی نوع انسان کے آقا ہیں اور دنیا کے کامیاب ترین انسان ہیں، جنہوں نے تاریخ عالم کا سب سے بڑا اور ہمہ جہت انقلاب برپا کیا۔ ان تمام انسانوں اور عظمتوں کے باوجود آپ کے عجز و انکسار کا ایک مظہر یہ ہے کہ آپ اپنے

گھریلوی امور سرانجام دینے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ سے بالکل واضح ہوتا ہے کہ چھوٹا کام کرنا بڑا ہونے کے منافی نہیں ہے بلکہ حقیقی عظمت انسان کو ہر احساس کمتری سے نجات دلا دیتی ہے۔

حضرت اسود فرماتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فِي بَيْتِهِ؟ قَالَتْ: «كَانَ يَكُونُ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ – تَعْنِي خِدْمَةَ أَهْلِهِ – فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلاَةُ خَرَجَ إِلَى الصَّلاَةِ» (31)

"نبی کریم ﷺ اپنے گھر میں کیا کرتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ آپ اپنے گھر میں کام کاج میں مشغول رہتے تھے۔ یعنی گھر والوں کے کام کرتے تھے پھر جب نماز کا وقت ہوتا تو آپ نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کے عجز و انکسار کے اس پہلو کو بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ:

«كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْصِفُ نَعْلَهُ، وَيَخِيطُ ثَوْبَهُ، وَيَعْمَلُ فِي بَيْتِهِ كَمَا يَعْمَلُ أَحَدُكُمْ فِي بَيْتِهِ» (32)

وَفِي رواية: قَالَتْ: «كَانَ بَشَرًا مِنَ الْبَشَرِ يَفْلِي ثَوْبَهُ، وَيَحْلُبُ شَاتَهُ، وَيَخْدُمُ نَفْسَهُ» (33)

"رسول اکرم ﷺ اپنی نعلین پاک کو خود درست فرمالیتے تھے۔ اپنے کپڑوں کو خود پیوند لگالیتے تھے۔ اپنے گھر میں ایسے ہی کام کرتے جیسے تم میں سے کوئی اپنے گھر میں کام کرتا ہے۔ دوسری روایت میں آپ فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ ایک عام انسان کی سی زندگی بسر فرماتے۔ اپنے کپڑوں کو خود دیکھ لیتے۔ اپنی بکری کا دودھ دوہ لیتے اور اپنا کام خود سرانجام دیتے تھے۔

جب حضور اکرم ﷺ مدینہ منورہ ہجرت فرما گئے وہاں مسجد کی تعمیر فرمائی۔ صحابہ کرام مسجد کی تعمیر میں مصروف تھے تو حضور اکرم ﷺ بھی ان کے ساتھ اینٹیں اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: وَطَفِقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْقُلُ مَعَهُمُ اللَّبِنَ فِي بُنْيَانِهِ. (34) رسول کریم ﷺ صحابہ کرام کے ساتھ مسجد کی تعمیر کے لیے اینٹیں اٹھا کر لاتے تھے۔

ایک مرتبہ ایک سفر کے دوران جب ایک بکری ذبح کر کے پکانے کا مرحلہ تھا تو ایک صحابی نے کہا میں اسے ذبح کروں گا دوسرے نے کہا میں اس کی کھال اتاروں گا تیسرے نے کہا میں اسے پکاؤں گا تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: وعلي جمع الحطب. "میں اسے پکانے کے لیے لکڑیاں اکٹھی کروں گا۔"

صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم سب کام خود کریں گے آپ ﷺ نے فرمایا: قد علمت أَنكُمْ تكفوني وَلَكِنِّي أكره أَن أتميز عَلَيْكُم فَإِن الله يكره من عَبده أَن يرَاهُ متميزا بَين أَصْحَابه. (35)

میں جانتا ہوں تم یہ کام خود کر لوگے، لیکن میں ممتاز ہونے کو پسند نہیں کرتا۔ بے شک اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہیں کہ اس کا کوئی بندہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ امتیاز کے ساتھ رہے۔

آپ ﷺ کا یہ اسوہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ نہ تو محنت میں کوئی عار ہے اور نہ ہی انکساری میں۔ عموماً محنت کش لوگ انکساری کا مجسمہ ہوتے ہیں اس لئے سیرت کے اس پہلو میں بیک وقت محنت کی عظمت اور انکساری کی فضیلت روشن ہوتی ہے۔ محنت کا ایک اور پہلو اور بہت بڑا امید ان تجارت ہے آپ ﷺ نے شام کی طرف دو بار سفر کیا پہلی بار آپ نے اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ سفر کیا گویا یہ سفر بھی تجارتی تھا اگرچہ آپ بحیثیت تاجر کے اس سفر پر نہیں تھے مگر اس سفر میں آپ نے تجارتی تجربات ضرور سیکھے۔

شام کا دوسرا سفر آپ نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا سامان تجارت لے کر کیا۔ یہ مضاربت سے زیادہ اجارہ کی صورت تھی کیونکہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو متعین اجرت دی تھی۔ اس بار آپ سب کو شام کی مشہور منڈی بصریٰ تشریف لے گئے اور اجرت میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ایک اونٹ دیا۔

آپ ﷺ حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا کا سامان تجارت لے کر جرش (یمن) دوبار تشریف لے گئے۔

آپ ﷺ تجارت کی غرض سے بحرین بھی تشریف لے گئے مگر یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا سامان لے کر گئے یا اپنا سامان تجارت تھا۔ جب قبیلہ عبد القیس کے لوگ اسلام لانے کی غرض سے مدینہ منورہ آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان سے ان کے ملک کے بارے میں بڑے تفصیلی سوالات دریافت کیے۔ مسلم فلاسفر سردار کیا ابھی تک زندہ ہے؟ فلاں مقام اب کس حال میں ہے؟ فلاں شخص کا کیا حال ہے؟ تو ان لوگوں نے تعجب سے دریافت کیا: یارسول اللہ! آپ ہمارے ملک کے بارے میں ہم سے زیادہ معلومات رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں کافی عرصہ قبل تمہارے ملک میں رہ چکا ہوں یا اس کا سفر کر چکا ہوں۔

غالباً آپ ﷺ نکاح کے بعد حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا سامانِ تجارت لے کر مشرقی عرب بھی گئے ہوں گے۔ غالبا اس لیے کہ آپ ﷺ بحرین جا کر وہاں کے بین الاقوامی تجارتی میلہ میں شرکت کر سکیں اور زیادہ نفع حاصل کر سکیں۔ یہ بھی گمان ہے کہ آپ نے وہیں چینی تاجروں سے ملاقات کی ہوگی۔ اور ان کی ریشمی مصنوعات یا دیگر مصنوعات یا ان کے فن اور طرز کلام سے متاثر ہو کر اسے سیکھنے کے لیے امت کو تعلیم دیتے ہوئے فرمایا: اطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ بِالصِّينِ. (36) "علم حاصل کرو خواہ تمہیں چین جانا پڑے۔"

مسند امام احمد بن حنبل میں ہے کہ آپ ﷺ نے چینیوں سے بھی ملاقات کی۔ "جعاشتہ" آپ کا تشریف لے جانا بھی مذکور ہے۔ (37)

نبی کریم کی سیرت طیبہ میں محنت و مشقت کا جو اعلی اور لائق عمل اور واجب الاطاعت نمونہ ملتا ہے اس کے متعلق ڈاکٹر محمود احمد غازی لکھتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ کا اولین پہلو یہ ہے کہ آپ ﷺ اپنی محنت کر کے اللہ کریم کے خزانوں سے رزق کماتے خود کھاتے اور دوسروں کو کھلاتے تھے آپ نے پڑھ لیا ہوگا کہ آپ ﷺ نے باقاعدہ نبوت سے کب اہل مکہ مکرمہ کی بکریاں قراریط (سکے کا نام) پر چرائیں۔

تجارت کو وسیلہ رزق بنایا اور پھر نبوت ملنے کے بعد بھی ابتدائی سالوں میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی دولت جو اب آپ کی ہو چکی تھی، کے ساتھ تجارتی کاروبار کرتے تھے۔ اگرچہ نبوت کی ذمہ داریوں میں جو اضافہ ہوتا گیا، آپ محنت سے کمانے کی طرف زیادہ توجہ نہ دے سکے ۔ جس کی وجہ قیامِ مکہ مکرمہ میں یہ ہو سکتی ہے کہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی دولت کو اللہ کریم نے آپ ﷺ کی معاشی کفالت کے لیے کافی کر دیا تھا۔ ہجرت مدینہ منورہ کے بعد مدینہ منورہ کے ابتدائی چند ماہ آپ بظاہر کسی ذریعہ روزگار کو اپنا نہ سکے، جس کی وجہ مدینہ منورہ کی اسلامی ریاست کے پہلے سربراہ کی حیثیت سے انتظامی امور میں بے پناہ اضافہ تھا۔ دوسرے اب آپ مملکت اسلامیہ کی ریاستی ذمہ داریاں چلا رہے تھے لہٰذا آپ کی معاشی کفالت مملکت اسلامیہ کے بیت المال پر تھی جسے پہلے آپ کے مخیر صحابہ کرام پورا کرتے رہے۔ مگر آپ کا خود دارانہ مزاج مبارک معاشی کی حفاظت میں کسی فرد کی محتاجی یا کسی پر بار بن کر رہنا گوارا نہیں کرتا تھا، لہٰذا آپ باقاعدہ غزوات میں شریک ہوتے اور اللہ کریم کے کرم اور فضل سے مسلمانوں کے مقدر میں جو مال غنیمت آتا، اس میں سے آپ اپنا حصہ بحیثیت مجاہد کے لیتے تھے، جسے اللہ کریم نے آپ کی معاشی گزر اوقات کا ذریعہ بنا دیا تھا۔ آپ کے اس مبارک معاشی طرز عمل میں تمام مسلمانوں کے لئے بالعموم اور دعوت دین کا کام کرنے والوں کے لیے بالخصوص قیمتی سبق موجود ہے کہ ایسے لوگ کسی دوسرے کے مال یا معاشی سہارے پر گزر اوقات کی بجائے اللہ کریم کے خزانوں میں سے محنت کر کے کمائی کھائیں اور خود دار رہ کر دعوت دین کا کام کریں۔ یوں وہ سرمایہ داروں اور مال کو ذریعہ عزت سمجھنے والے احمقوں کی نگاہ میں بے وقعت بھی نہیں رہیں گے اور اسی طرح حق بات کہنے میں کسی وڈیرے کا جھوٹا رعب بھی ان پر نہیں رہے گا۔

عمل پیدائش میں محنت کو مرکزی و محوری حیثیت حاصل ہے اس سے معاشی عمل میں انسانی پہلو کا براہ راست اظہار ہوتا ہے لیکن سوئے اتفاق سے قدیم ترین یونانی اور رومی معاشروں سے لے کر آج کے جدید سرمایہ دارانہ نظام تک محنت کش کو بڑا ہی فروتر بلکہ رسوا کن مقام حاصل رہا ہے۔ اشتراکی نظام اگرچہ محنت کشوں کی اٹھان کے نام پر معرض ظہور میں آیا لیکن عملاً اس نے بھی انہیں معاشی مشینری کا بے جان پرزہ بنا کر رکھ دیا اور دو وقت کی روٹی دے کر اسے آزادی ضمیر اور شرف انسانیت سے محروم کر دیا۔ ان تمام نظاموں کے برعکس اسلام نے محنت کش کو اس کے حقیقی مقام سے آشنا کیا اور نہ صرف اسے غلامی کی ذلت سے نجات دلائی بلکہ باقاعدہ طور پر اس کے حقوق کا تعین کر کے اسے زرداروں کے استحصال سے ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا اور اسے اللہ کا منظور نظر قرار دے کر اس کے شرف کو اوج ثریا تک پہنچا دیا۔

اللہ رب العزت نے انسان کو اس کائنات میں اپنا خلیفہ بنایا ہے اور اسے اپنے احکامات کی تنفیذ کا کام سونپا ہے اس فرض کی انجام دہی اور وسائل کائنات کی تسخیر کے کٹھن کام سے عہدہ برا ہونے کے لئے انسان کو جسمانی و دماغی تقویت سے نوازا ہے۔ انسان کے منصب خلافت کا اہم تقاضا ہے کہ وہ اپنے آپ کو بیکار رکھ چھوڑنے کی بجائے حرکت میں لائے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اپنے منصوبہ حیات میں عمومی طور

پر اور اپنے معاشی نظام کو مستحکم بنانے میں خصوصی طور پر محنت کی عظمت کا تصور دیا ہے اور ہر انسان کو اس بات پر ابھارا ہے کہ وہ زندگی بھر محنت کرے۔ سمع وبصر اور دل ودماغ کی قوتوں کو اللہ کی نعمت قرار دے کر بتادیا ہے کہ ان کے بارے میں ان سے پوچھ گچھ ہوگی کہ اس نے ان سے کیا کام لیا ہے۔ ایک معاشرے میں رہنے والے انسانوں کو متعدد ضروریات لاحق ہوتی ہیں۔ ان کی تکمیل کے لیے مختلف افراد کی خدمات اور پیشہ ورانہ مہارت درکار ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے تمام انسان اپنی خصوصی مہارت کی وجہ سے کسی کام کو اپنا لیتے ہیں اور اسی طرح تعاون باہمی سے معاشرہ کی فلاح کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو ہر کام اپنی جگہ عظیم اور اہم ہے۔ سیرت الرسول ﷺ میں اس اصول کو اپناتے ہوئے ہر کام، پیشہ اور منصب کی عظمت کو بیان کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ کی نگاہ میں کوئی بھی کام یا خدمت ادنیٰ نہیں، بشرطیکہ وہ حلال ہو اور جائز حدود کے اندر اسے انجام دیا گیا ہو۔

موجودہ سرمایہ داری نظام میں محنت کشوں کے ساتھ جو ظلم ہو رہا ہے اور جس طرح انہیں استحصال کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔ نبوی نظامِ محنت اس کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ آپ ﷺ نے غلامی اور جبری محنت کی ممانعت کی ہے اور مزدوروں کے حقوق کا موثر انداز میں تحفظ کیا ہے۔ ایک طرف سرمایہ داروں کو اس بات کی تلقین کی ہے کہ وہ مزدوروں کے حقوق خوش دلی اور فراخ دلی سے ادا کریں تو دوسری طرف مزدوروں کو بوقت ضرورت ملکی قوانین اور عدلیہ کی وساطت سے اپنے حقوق ومفادات حاصل کرنے کا بھی حق دیا ہے۔

کسی بھی معاشی نظام میں محنت اور سرمایہ کے باہمی تعلق کا مسئلہ بنیادی اہمیت کا حامل رہا ہے۔ عہدِ حاضر کے تمام معاشی نظام مثلاً سرمایہ دارانہ نظام یا اشتراکیت بلند بانگ دعووں کے باوجود اسے خوش اسلوبی سے حل کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ ان کا فطری جھکاؤ سرمایہ کے مفادات کے تحفظ کی طرف ہے۔ اس لیے اس نظام کے تحت مزدور بدترین قسم کے استحصال کا شکار رہے ہیں۔ اشتراکی نظام بھی محنت کشوں کو کوئی اونچا مقام نہیں دے سکا، بلکہ اس نظام نے اسے آمریت کے پنجوں میں کس کر انسانی آزادی تک سے محروم کردیا ہے ۔ سیرت الرسول ﷺ نے اس معاشی عمل کو رواں رکھنے کے سلسلے میں سرمایہ اور محنت دونوں کی اہمیت کو تسلیم کیا ہے اور ان کے درمیان عدل وانصاف ہی نہیں، بلکہ احسان و تعاون کی بنیاد پر تعلقات استوار کرنے کا لائحہ عمل تجویز کیا ہے۔ جس سے دونوں عوامل کی قوت اور توانائیاں باہمی کشمکش میں ضائع ہونے کی بجائے اشیاء وخدمات کی تخلیق کو فروغ دینے میں صرف ہوتی ہیں۔ اس میں حضور ﷺ نے اپنی اساسی اقدار وحدت انسانیت، اخوت ومساوات اور آخرت کی جوابدہی کو بروئے کار لاتے ہوئے انہیں ایک دوسرے کا معاون بنادیا ہے۔

اور دونوں کو ایک ہی نصب العین یعنی رضائے الٰہی کے حصول سے وابستہ کرکے ان کے باہمی ٹکراؤ کے امکانات کو محدود سے محدود تر کردیا ہے۔ تاہم حضور ﷺ نے ان کے مابین امکانی تصادم کو دور کرنے کے لئے دونوں کے الگ الگ حقوق اور فرائض کا تعین کردیا ہے تاکہ معاشی عمل میں بہتر سے بہتر طور پر اپنا کردار ادا کرسکیں اور معاشی خوشحالی کے فروغ اور اس کے ثمرات سے متمتع ہونے کے عمل میں شریک ہوسکیں اور انسانی محنت کی قدروقیمت اور اہمیت واضح ہوسکے۔

خلاصہ بحث: سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں محنت کی عظمت اور تحفظ کے احکامات وواقعات عہدِ رسالت اور دورِ خلافتِ راشدہ میں اپنی اصل روح کے ساتھ قائم اور نافذ تھے۔ خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے محنت کشوں کے درد کو محسوس کرتے ہوئے اپنی اجرت مدینہ کے عام مزدور کی اجرت کے برابر رکھی۔ یہ آثار وواقعات مسلم تہذیب کی مستقل اقدارِ محنت ہیں جن کا ایک طویل عرصہ تک دنیا نے معائنہ اور مشاہدہ کیا۔ حتیٰ کہ آج مسلم دنیا کی پسماندگی کے باوجود مزدوروں کی حالت اشتراکی اور سرمایہ داری نظام سے بہتر نظر آتی ہے۔ محنت کی ترغیب، فضیلت، تحفظ، دعوت، حوصلہ افزائی یہ وہ آفاقی قوانین ہیں جو قرآن وسنت سے ثابت بھی ہوتے ہیں، ان کا حکم بھی ہے اور ان کی باز پرس کا احساس بھی مسلمانوں کے اندر پیدا کیا گیا ہے۔ اسی طرح تصوف کی دنیا کے سچے اور حقیقی افراد بھی اپنی زندگی میں محنت مشقت کرتے اور محنت کشوں کی حوصلہ افزائی کرتے تھے۔ ان پاکیزہ تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے آج بھی ایک مثالی مسلم معاشرہ قائم کیا جاسکتا ہے۔ جس کی بنیاد قرآن کے اس آفاقی قانون پر ہو: < وَلِكُلٍّ دَرَجَاتٌ مِّمَّا عَمِلُوا >

حوالہ جات:

(1) الکھف:18/30.

al-kahf : 18 / 30

(2) آل عمران:3/195.

all Imran : 3 / 195

(3) القصص:28/26.

Alqisas: 28/26.

(4) النجم:53/39.

Alnajm: 53/39.

(5) البلد:90/3.

Albald: 90/3.

(6) مودودی، ابو الاعلیٰ، سید، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، بلا تاریخ، ج:6، ص:339.

Maududi, Abul-Ala, Sayyed, Faheeh al-Qur'an, Institute of Interpreters of the Al-Qur'an, Lahore, No Date, Volume: 6, P: 339.

(7) عثمانی مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، طبع جدید: ربیع الثانی 1429ھ / اپریل 2008ء، ج:8، ص:748.

Usmani, Mufti Muhammad Shafi, Ma'rif Al-Qur'an, Maktaba Ma'rif Al-Qur'an, Karachi, New Edition: Rabi'ul-Thani 1429 AH / April 2008, Volume: 8, P: 748

(8) البخاري، محمد بن إسماعيل أبو عبد الله البخاري الجعفي (المتوفى:256ھ)، صحيح البخاري، دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، 1422ھ، كتاب الإجارة، باب رعي الغنم على قراريط، رقم الحديث:2262، ج:3، ص:88.

Albukhari, muhamad bin 'iismaeil 'abu eabdallah albukharii aljuefii (almtwfy: 256 ﻫ), sahayh albukharii, dar tawq alnajaati, altabeatu: al'uwlaa, 1422hi, ktab al'iijarة, bab raey alghanam ealy qararuyta, raqm alhadiyth: 2262, ja: 3, s: 88

(9) بخاری، صحیح البخاري، کتاب بدء الوحي، باب: کیف کان بدء الوحي إلی رسول اللہ ﷺ، رقم الحدیث: 3، ج: 1، ص: 7.

Bukhari,sahyh albukharii, ktab bad' alwahi, bab: kyf kan bad' alwahy 'ilaa rasul allaہ sly allh elyh wslm, raqm alhadiyth: 3, v: 1, p: 7

(10) بخاری، صحیح البخاري، کتاب الأذان، باب من کان في حاجة أهله، رقم الحدیث: 676، ج: 1، ص: 136.

Bukhari,sahyh albukharii, ktab al'adhan, bab min kan fi hajat ahlah, raqm alhadiyth: 676, ja: 1, s:36

(11) المزمل: 73/7.

Al-Muzzammil: 73/7.

(12) الم نشرح: 94/2-3.

alm nashrah: 94/2-3

(13) السِّجِستاني أبو داود، سلیمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشیر بن شداد بن عمرو الأزدي (المتوفی: 275ھ)، سنن أبي داود، المکتبة العصریة، صیدا- بیروت، بلا تاریخ، کتاب الزکاة، باب ما تجوز فیه المسألة، رقم الحدیث: 1641، ج: 2، ص: 120.

Alssijistany 'abu dawud, sulayman bin al'asheath bin 'iishaq bin bashir bin shidad bin eamrw al'azdi (almutawafaa: 275), sunan 'abi dawud, almaktabat aleasriatu, sayda - bayrut, bila tarykh, ktab alzakaة, bab ma tajuz fayہ almas'aliة, raqm alhadith: 1641, v: 2, p: 120

(14) بخاری، صحیح البخاري، کتاب الإیمان، باب المعاصي من أمر الجاهلیة، رقم الحدیث: 30، ج: 1، ص: 15.

bukhari,sahyh albukhari, ktab al'iiman, bab almaeasi min 'amr aljaھliyة, raqm alhadiyth:30,v:1, p:15

(15) القزویني ابن ماجه، أبو عبد اللہ محمد بن یزید (المتوفی: 273ھ)، سنن ابن ماجه، دار إحیاء الکتب العربیة، بلا تاریخ، کتاب الرهون، باب أجر الأجراء، رقم الحدیث: 2443، ج: 2، ص: 817.

alqazwini ibn maja, 'abu abd allh muhamad bn yazid,sunin ibn maja, ***Dar Ihya*' *al*-Turath *al*-'*Arabi***, , raqm alhadith: 2443, v: 2, p: 817.

(16) بخاری، صحیح البخاري، کتاب البیوع، باب إثم من باع حرا، رقم الحدیث: 2227، ج: 3، ص: 82.

Bukhari, Sahih al-Bukhari, , Hadith No.: 2227, v: 3, p 82

(17) بخاری، صحیح البخاري، کتاب الإیمان، باب المعاصي من أمر الجاهلیة، رقم الحدیث: 30، ج: 1، ص: 15.

Bukhari, Sahih Al-Bukhari, Hadith No.: 30, v: 1, P.: 15

(18) بخاری، صحیح البخاري، کتاب البیوع، باب کسب الرجل عمله بیده، رقم الحدیث: 2072، ج: 3، ص: 57.

Bukhari, Sahih al-Bukhari, Hadith No.: 2072, v: 3, p.: 57

(19) قشیری، مسلم، ابن الحجاج (المتوفی: 261ھ)، صحیح مسلم، دار إحیاء التراث العربي- بیروت، بلا تاریخ، کتاب الفضائل، باب في فضائل زکریا علیه السلام، رقم الحدیث: 2379، ج: 4، ص: 1847.

Qushayri, Muslim, Ibn al-Hajjaj (deceased: 261 AH), Sahih Muslim, ***Dar Ihya*' *al*-Turath *al*-'*Arabi***,Berout, Hadith No.: 2379, v: 4, p: 1847

(20) المؤمنون:23/51.

Al muminun: 23/51

(21) بخاری، صحيح البخاري، كتاب البيوع، باب كسب الرجل عمله بيده، رقم الحديث:2074، ج:3، ص:57.

Bukhari, Sahih al-Bukhari, Hadith No.: 2074, v: 3, p.: 57

(22) ابن ماجہ، سنن ابن ماجه، كتاب الأدب، باب الإحسان إلى المماليك، رقم الحديث:3691، ج:2، ص:1217.

Ibn Majah, Sunan Ibn Majah, Hadith No.: 3691, v: 2, p.: 1217

(23) بخاری، صحيح البخاري، كتاب الإجارة، باب استئجار الرجل الصالح، رقم الحديث:2260، ج:3، ص:88.

Bukhari, Sahih Al-Bukhari, Hadith No.: 2260, v: 3, P.: 88

(24) ابی داود، سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب في حق المملوك، رقم الحديث:5164، ج:4، ص:341.

Abi Dawud, Sunan Abi Dawud, Hadith No.: 5164, v: 4, p.: 341

(25) أيضاً، رقم الحديث:5162.

Also, Hadith No.: 5162.

(26) أيضاً، رقم الحديث:5161.

Also, Hadith No.: 5161.

(27) النور:24/37.

Al nour: 24/37

(28) فاطر:35/18.

Fatir: 35/18.

(29) الطبراني، سليمان بن أحمد، أبو القاسم (المتوفى:360ھ)، المعجم الأوسط، دار الحرمين–القاهرة، بلا تاريخ، رقم الحديث:8934، ج:8، ص:380.

Al-Tabarani, Suleiman bin Ahmed, Abu Al-Qasim (deceased: 360 AH), Al-Mujam Al-Awsat, Dar Al-Haramain - Cairo, without a date, Hadith No.: 8934, C: 8, p.: 380.

(30) غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، محاضرات معیشت، الفیصل ناشران وتاجران کتب، لاہور، اپریل2010ء، ص:50

Ghazi, Mahmood Ahmad, Dr., Lectures on Economics, Al-Faisal Publishers and Traders Books, Lahore, April 2010, p: 50

(31) صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب من كان في حاجة أهله، رقم الحديث:676، ج:1، ص:136.

Bukhari, Sahih Al-Bukhari, Hadith No.: 2260, v: 1, P.: 136

(32) ابن حنبل، أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني، المسند، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1421ھ–2001م، رقم الحديث: 25341، ج:42، ص:209.

ibn hanbul, 'ahmad bin muhamad bin hanbal bin hilal bin 'asad alshaybani , al musand, muasasat al risalah, al beatut:, 1421 hi/ 2001 , raqm alhadith: 25341, v: 42, p: 209.

(33) ابن حنبل، المسند، رقم الحديث:26194، ج:43، ص:263.

Ibn Hanbal, Al-Musnad, Hadith No.: 26194, v: 43, p.: 263.

(34) بخاری، صحیح البخاري، کتاب مناقب الأنصار، باب هجرة النبي ﷺ، رقم الحدیث:3906، ج:5، ص:60.

Bukhari, Sahih al-Bukhari, Hadith No.: 3906, v: 5, p 60

(35) الطبري, أحمد بن عبد الله بن محمد، (المتوفی:694ه-)، خلاصة سیر سید البشر، مكتبة نزار مصطفى الباز,مكة المكرمة، 1418ه/1997م، ص: 87.

Al-Tabari, Ahmed bin Abdullah bin Muhammad, a summary of the biography of Sayed Al-Bashar, Al-Baz Library, Makkah Al-Mukarramah, , 1418 AH / 1997 AD, p.: 87.

(36) البيهقي, أحمد بن الحسين,(المتوفی:458ه-)،شعب الإيمان،مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض، الطبعة: الأولى، 1423ه/2003م، رقم الحدیث:1543، ج:3، ص:193

Al bayhaqi ,'ahmad bn alhusayn ,shaeb al'iiman, maktabatul rushd lilnashr waltawzie rayad, 1423 hi/ 2003 ma, raqm alhadiyth: 1543, ju: 3, s: 193

(37) غفاری, پروفیسر ڈاکٹر منور محمد, ماخوذ از نبی کریم ﷺ کی معاشی زندگی، دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، لاہور، 1999ء، ص81 تا84.

Ghaffari, Professor Dr. Manoor Muhammad, Excerpted from the Economic Life of the Prophet, Dayal Singh Trust Library, Lahore, 1999, pp. 81-84.

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.